70438 ـ حیض کے احکام

سوال

عورت كو حيض آنے كے نتيجہ ميں كيا احكام مرتب ہوتے ہيں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

حيض كے احكام بيس سے بھى زيادہ ہيں، ان ميں سے اہم احكام يہ ہيں:

اول: نماز:

حائضہ عورت كے ليے نفلى يا فرضى نماز كى ادائيگى حرام ہے، اور اگر وہ ادا بھى كرے تو صحيح نہيں ہوگى، اسى طرح نماز اس پر فرض نہيں، ليكن اگر وہ نماز كے وقت ميں سے ايك ركعت كى ادائيگى كى مقدار پالے تو اس وقت اس پر نماز فرض ہوگى، چاہے اس نے اول وقت پا ليا ہو يا آخر وقت.

اول وقت كى مثال:

ايك عورت كو غروب شمس كے ايك ركعت كى مقدار كے بعد حيض آيا تو اس پر مغرب كى نماز فرض ہوگى، اور بعد ميں وہ اس كى قضاء كرےگى كيونكہ اس نے نماز كے وقت ميں سے حيض آنے سے قبل ايك ركعت كى مقدار پالى تھى.

آخرى وقت كى مثال:

ايك عورت طلوع شمس سے ايك ركعت كى مقدار قبل طہر آيا اور وہ پاك صاف ہو گى تو اس پر نماز فجر واجب ہوگى اور وہ غسل كر كے اس نماز كو ادا كرےگى كيونكہ اس نے فجر كى نماز سے ايك ركعت كا وقت پا ليا تھا.

ليكن اگر حائضہ عورت كو اتنا وقت ملے جس ميں ايك ركعت كى ادائيگى نہيں ہو سكتى، مثلا پہلى مثال ميں اسے غروب آفتاب كے ايك لحظہ بعدحيض آئے، اور دوسرى مثال ميں طلوع شمس سے ايك لحظہ قبل طہر آئے تو اس پر نماز واجب نہيں.

کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس نے نماز کی ایک رکعت پالی تو اس نے نماز پالی "

متفق علیہ.

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ: جس نے ایک رکعت نہ پائی اس نے نماز کو نہیں پایا.

رہا مثلا ذکر و اذکار اور تسبیحات اور کھانے وغیرہ کی دعائیں پڑھنا، اور حدیث اور فقہ، اور دعا کرنا اور آمین کہنا، قرآن مجید کی تلاوت سننا، یہ سب کچھ حائضہ عورت کے لیے حرام نہیں.

صحیحین اور دوسری احادیث کی کتابوں میں مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی گود میں ٹیك لگا قرآن مجید کیا کرتے تھے، اور عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا حالت حیض میں ہوتی تھیں.

صحیحین میں ام عطیہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

" نوجوان بالغ اور کنواری اور حیض والی عورتیں بھی نکلیں - یعنی نماز عیدین کے لیے - اور انہیں خیر اور مؤمنوں کی دعاء میں شریك ہونا چاہیے، اور وہ نماز والی جگہ سے علیحدہ رہیں "

اور حائضہ عورت کا خود قرآن مجید کی تلاوت کرنے کے متعلق یہ ہے کہ اگر تو صرف آنکھ سے دیکھ کر اور دل کے ساتھ تدبر کرتے ہوئے لیکن زبان سے ادائیگی نہ ہو تواس میں کوئی حرج نہیں، مثلا قرآن مجید کسی رحل پر رکھ کر اسے دیکھ اور دل میں پڑھے، تو " شرح المھذب " میں امام نووی کہتے ہیں کہ بلا خلاف یہ جائز ہے.

لیکن اگر زبان سے ادائیگی کے ساتھ قرآت کرنا جمہور علماء کرام کے ہاں ممنوع اور ناجائز ہے.

امام بخاری، ابن جریر، ابن منذر کہتے ہیں کہ: یہ جائز ہے، اور امام مالك اور شافعی رحمہما اللہ سے قدیم قول بیان کیا جاتا ہے جو فتح الباری میں بیان ہوا ہے، اور امام بخاری نے ابراہیم النخعی سے تعلیقا بیان کیا ہے کہ: آیت کی تلاوت کرنے میں کوئی حرج نہیں.

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ " الفتاوی " میں کہتے ہیں:

قرآن و سنت میں اسے منع کرنے کی کوئی دلیل نہیں، اور یہ حدیث:

" حائضہ اور جنبی قرآن نہ پڑھیں " محدثین کے ہاں بالاتفاق ضعیف ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں

عورتوں کو حیض آیا کرتا تھا، اگر نماز کی طرح قرآت بھی ان کے لیے حرام ہوتی ہو تو اسے بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لیے بیان کر دیتے، اور امہات المؤمنین کو اس کا علم ہوتا، اور لوگوں میں اسے نقل کیا جاتا.

اس لیے جب کسی نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نہی نقل نہیں کی تو یہ علم ہوتے ہوئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہیں فرمایا اسے حرام کرنا جائز نہیں، اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض والی عورتوں کی کثرت کے باوجود منع نہیں فرمایا تو یہ حرام نہیں. انتہی.

اہل علم کے نزاع کا علم ہو جانے کے بعد یہ کہنا چاہیے کہ:

حائضہ عورت کے لیے اولی اور بہتر یہی ہے کہ وہ قرآن مجید بغیر ضرورت زبان کے ساتھ نہ پڑھے، مثلا اگر کوئی مدرسہ اور معلمہ ہے اور اسے تعلیم حاصل کرنے والوں کی پڑھانے کی ضرورت ہے، یا امتحانات ہوں اور معلمہ کو امتحان کی بنا پر پڑھنے کی ضرورت پیش آئے تو جائز ہے.

دوسرا حکم: روزے:

حائضہ عورت کے لیے نفلی اور فرضی روزہ رکھنا حرام ہے، اور اگر رکھے تو اس کا روزہ صحیح نہیں، لیکن فرضی روزہ کی قضاء میں حیض کے بعد روزے رکھنا ہونگے، اس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے:

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

" یہ - یعنی حیض - ہمیں بھی آیا کرتا تھا، تو ہمیں روزوں کی قضاء کا حکم دیا جاتا، اور نماز کی قضاء کا حکم نہیں دیا جاتا تھا "

متفق علیہ.

اور اگر روزے کی حالت میں حیض آ جائے تو اس کا روزہ باطل ہو جائیگا، چاہے مغرب سے کچھ منٹ قبل ہی آئے، اور اگر یہ روزہ فرضی ہو تو اس پر اس دن کے روزہ کی قضاء ہوگی.

لیکن اگر مغرب سے قبل حیض آنا محسوس ہو لیکن آئے غروب شمس کے بعد تو اس کا روزہ مکمل ہے، اور صحیح قول کے مطابق اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا، کیونکہ پیٹ کے اندر والے خون کا کوئی حکم نہیں، اور اس لیے بھی کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرد کی طرح عورت کے احتلام کے متعلق دریافت کیا گیا کہ آیا اس پر بھی غسل ہے ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

" جی ہاں، جب وہ عورت پانی دیکھے "

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کو منی دیکھنے پر معلق کیا ہے، نہ کہ منتقل ہونے پر، تو حیض بھی اسی طرح ہے، اس کے احکام حیض دیکھنے پر لاگو ہونگے نہ کہ منتقل ہونے پر.

اور اگر حالت حیض میں طلوع فجر ہو جائے تو اس دن کا روزہ صحیح نہیں ہوگا چاہے، چاہے طلوع فجر کے ایك منٹ بعد ہی طہر آئے.

اور اگر طلوع فجر سے قبل طہر آ جائے اور اس نے روزہ رکھ لیا تو اس کا روزہ صحیح ہے، چاہے ابھی اس نے غسل فجر کے بعد ہی کیا ہو، اس جنبی شخص کی طرح جس نے روزے کی نیت جنبی حالت میں ہی کی اور غسل طلوع فجر کے بعد کر لیا تو اس کا روزہ صحیح ہے.

کیونکہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جماع کی بنا پر جنبی حالت میں صبح کرتے اور پھر رمضان کا روزے رکھتے تھے "

متفق علیہ.

تیسرا حکم:

بیت اللہ کا طواف کرنا:

حیض والی عورت کے لیے بیت اللہ کا نفلی یا فرضی طواف کرنا حرام ہے اور اگر کرے گی تو اس کا یہ طواف صحیح نہیں ہوگا، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کوحیض آنے کی صورت میں فرمایا تھا:

" جس طرح دوسرے حاجی کرتے ہیں تم بھی وہی عمل کرو، لیکن پاك صاف ہونے سے قبل بیت اللہ کا طواف نہیں کرنا "

اور اس کے علاوہ باقی اعمال مثلا صفا مروہ کی سعی، وقوف عرفات، مزدلفہ اور منی میں رات بسر کرنا، جمرات کو کنکریاں مارنا وغیرہ حج اورعمرہ کے دوسرے اعمال اس پر حرام نہیں ہیں.

اس بنا پر اگر کسی عورت نے پاکی کی حالت میں طواف کیا اور پھر طواف کے فورا بعد حیض شروع ہو گیا، یا پھر سعی کے دوران حیض آ گیا تو اسمیں کوئی حرج نہیں.

چوتھا حکم:

طواف وداع کا ساقط ہونا:

اگر عورت نے حج اور عمرہ کے سارے اعمال مکمل کر لیے ہوں، اور پھر اپنے ملك جانے سے قبل اسے حيض آجائے اور جانے تك حيض ختم نہ ہو تو وہ طواف وداع کے بغير ہی چلی جائے.

اس کی دليل ابن عباس کی درج ذيل حديث ہے:

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بيان کرتے ہيں کہ رسول کريم صلی اللہ عليہ وسلم نے لوگوں کو حکم ديا کہ:

" ان کا آخری کام بيت اللہ کا طواف ہو "

ليکن آپ صلی اللہ عليہ وسلم نے حائضہ عورت سے اس کی تخفيف کر دی "

متفق عليہ.

ليکن حج اور عمرہ کا طواف حائضہ عورت سے ساقط نہيں ہوگا، بلکہ طہر آنے کے بعد اسے طواف کرنا ہوگا.

پانچواں حکم:

مسجد ميں ٹھرنا:

حائضہ عورت کے ليے مسجد ميں حتی کہ عيدگاہ ميں نماز والی جگہ پر ٹھرنا حرام ہے، کيونکہ ام عطيہ رضی اللہ تعالی عنہا بيان کرتی ہيں کہ ميں نے رسول کريم صلی اللہ عليہ وسلم کو يہ فرماتےہوئے سنا:

" نوجوان اوربالغ اور کنواری اور حيض والی عورتيں بھی عيدگاہ جائيں "

اور اس حديث ميں ہے:

" حائضہ عورتيں نماز والی جگہ سے عليحدہ اور دور رہيں "

متفق عليہ.

چھٹا حکم:

جماع:

حائضہ عورت كے خاوند پر حالت حيض ميں بيوى سے جماع كرنا حرام ہے اور حائضہ عورت كے ليے حرام ہے كہ وہ خاوند كو ايسا كرنے دے.

اللہ سبحانہ وتعالى كا فرمان ہے:

اور يہ لوگ آپ سے حيض كے متعلق دريافت كرتے ہيں، كہہ ديجئے يہ گندگى ہے اس ليے حالت حيض ميں عورتوں سے عليحدہ اور دور رہو، اور ان كے پاك صاف ہونے سے قبل ان كے قريب نہ جاؤ .

المحيض سے مراد وقت كا وقت اور جگہ يعنى شرمگاہ ہے.

اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" جماع كے علاوہ باقى سب كچھ كرو "

صحيح مسلم.

اور اس ليے بھى كہ حائضہ عورت سے فرج ميں جماع كرنے كى حرمت پر سب مسلمانوں كا اجماع ہے.

جس شخص كى شہوت زيادہ ہو اس كے ليے بيوى كے ساتھ بوس و كنار اور معانقہ اور مباشرت كرنا جائز ہے، ليكن يہ سب كچھ شرمگاہ سے اوپر والے حصہ ميں ہوگا، اور بہتر يہى ہے كہ وہ گھٹنے سے ليكر ناف تك كوئى كپڑا وغيرہ باندھ لے تا كہ حرام كام سے اجتناب ہو.

عائشہ رضى اللہ تعالى عنہا بيان كرتى ہيں كہ:

ميں حيض كى حالت ميں ہوتى تو نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم مجھے تہہ بند باندھنے كا حكم ديتے تو ميرے ساتھ آپ مباشرت كرتے "

متفق عليہ.

ساتواں حكم:

طلاق:

خاوند كے ليے بيوى كو حالت حيض ميں طلاق دينى حرام ہے.

كيونكہ اللہ سبحانہ وتعالى كا فرمان ہے:

اے ایمان والو جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دو تو انہیں ان کی عدت کی ابتدا میں طلاق دو .

یعنی ایسی حالت میں طلاق دو کہ طلاق کی عدت معلوم ہو سکے، اور یہ اس وقت ہی ہو سکتا ہے جب انہیں حمل یا طہر جس میں جماع نہ کیا ہو طلاق دی جائے، کیونکہ جب حالت حیض میں طلاق دی جائیگی تو اس کی عدت کی ابتدا نہیں ہوئی، اس لیے کہ جس حیض میں اسے طلاق ہوئی ہے وہ عدت میں شمار نہیں ہوگا، اور جب طہر میں جماع کے بعد طلاق دی جائے گی تو بھی اس کی معلوم عدت شروع نہیں ہوگی، کیونکہ یہ علم نہیں کہ آیا اس جماع سے حمل ہوا ہے تا کہ اس کی عدت حمل شمار ہو، یا حمل نہیں ہوا کہ اس کی عدت حیض شمار ہو.

اس لیے جب عدت کی قسم کا یقین نہیں ہوا تو اس کے لیے واضح ہونے سے قبل طلاق دینی حرام ہے.

چنانچہ مندرجہ بالا آیت کی بنا پر حائضہ عورت کو حالت حیض میں طلاق دینا حرام ہے، اور اس لیے بھی کہ صحیحین وغیرہ میں حدیث مروی ہے کہ:

ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم غصہ ہوئے اور فرمانے لگے:

" اسے کہو کہ وہ بیوی سے رجوع کر لے، اور اسے طہر تك روک کر رکھے، اور پھر حیض آئے پھر پاك صاف ہو، پھر اگر چاہے تو اسے اپنے پاس رکھے اور چاہے تو اسے جماع سے قبل طلاق دے، یہی وہ عدت ہے جس کا اللہ تعالی نے حکم دیا کہ ہے عورتوں کو اس میں طلاق دی جائے "

اس لیے اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے گا تو وہ گنہگار ہے، اسے اس عمل سے توبہ کرنی چاہیے، اور وہ اسے اپنی عصمت میں واپس لائے تا کہ اسے شرعی اور اللہ تعالی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے موافق طلاق دے، اس لیے اس سے رجوع کے بعد اپنے پاس رکھے حتی کہ وہ اس حیض سے پاک ہو جائے جس میں طلاق دی تھی، پھر دوبارہ حیض آئے تو طہر آنے کے بعد چاہے تو اپنے پاس رکھے اور چاہے جماع کرنے سے قبل طلاق دے، حیض میں دی گئی طلاق شمار ہوگی.

حیض میں طلاق کی حرمت سے تین قسم کے مسائل مستثنی ہیں:

اول:

اگر طلاق بیوی سے خلوت سے قبل اور اس سے جماع کرنے سے قبل دی جائے تو حالت حیض میں طلاق دینے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ اس پر اس حالت میں عدت نہیں ہے، تو اس طرح اسے طلاق دینا اللہ تعالی کے فرمان:

تو انہیں ان کی عدت کے لیے طلاق دو .

کے مخالف نہیں.

دوم:

اگر حمل کی حالت میں حیض ہو.

سوم:

اگر طلاق عوض ہو، تو حالت حیض میں طلاق دینے میں کوئی حرج نہیں.

اور حالت حیض میں نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ اصل میں حلت ہے، اور اس کی ممانعت کی کوئی دلیل نہیں، لیکن حالت حیض میں عورت کی رخصتی کے متعلق یہ دیکھا جائیگا کہ اگر تو مرد کے متعلق یہ علم ہو کہ وہ اس سے جماع نہیں کرےگا تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن اگر وہ صبر نہیں کر سکتا تو اس کی رخصتی طہر کے بعد کرنی چاہیے تا کہ کہیں ممنوع اور حرام کا ارتکاب نہ ہو.

آٹھواں حکم:

طلاق کی معتبر عدت - یعنی حیض میں -

اگر مرد اپنی بیوی کو جماع یا خلوت کے بعد طلاق دے تو اگر اسے حیض آتا ہو اور حاملہ نہ ہو تو عورت کے لیے مکمل تین حیض عدت گزارنا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

اور طلاق والی عورتیں تین حیض انتظار کریں .

یعنی تین حیض.

اور اگر حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے، چاہے حمل کی عدت زیادہ ہو یا کم، اس لیے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

اور حمل والیوں کی عدت یہ ہے کہ وہ اپنا حمل وضع کر لیں.

اور اگر عورت کو بڑھاپے یا رحم کے آپریشن کی بنا پر حیض نہ آتا ہو یا پھر وہ عورت جسے حیض آنے کی امید ہی نہ رہی ہو تو اس کی عدت تین ماہ ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

اور تمہاری وہ عورتیں جو حیض سے ناامید ہو چکی ہوں، اگر تم شبہ میں پڑ جاؤ، اور وہ جنہیں حیض نہیں آیا ان کی

عدت تین ماہ ہے .

اور اگر وہ عورتیں حیض والیاں تو ہیں لیکن کسی معلوم سبب مثلا بیماری، یا رضاعت وغیرہ کی بنا پر ان کا حیض بند ہے تو وہ عدت میں ہی رہے گی حتی کہ حیض آ جائے، چاہے یہ مدت کتنی بھی لمبی کیوں نہ ہو جائے، اور اگر سبب ختم ہو جائے اور پھر بھی حیض نہ آئے مثلا وہ بیماری سے شفایاب ہو جائے یا پھر رضاعت ختم ہو جائے لیکن حیض نہ آئے تو وہ سبب ختم ہونے کے بعد ایك برس عدت گزارےگی، صحیح یہی قول یہی ہے جو شرعی قواعد و اصول پر منطبق ہوتا ہے.

کیونکہ جب سبب زائل ہو جائے اور حیض نہ آئے تو وہ اس کی طرح ہو گی جس کا حیض کسی غیر معلوم سبب کی بنا پر رك گیا ہو، اور جب کسی غیر معلوم سبب کی بنا پر حیض رك جائے تو وہ عورت ایك سال عدت گزارے گی نو ماہ تو حمل اور تین ماہ عدت کے.

لیکن اگر طلاق عقد نکاح اور دخول اور خلوت سے قبل ہوئی ہو تو پھر مطلقا عدت نہیں ہے، نہ تو حیض کی اور نہ ہی کوئی اور کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

اے ایمان والو جب تم مؤمن عورتوں سے نکاح کرو اور پھر انہیں چھونے سے قبل ہی طلاق دے دو تو پھر تمہارے لیے ان پر کوئی عدت نہیں جو شمار کرو .

نواں حکم:

برات رحم:

یعنی رحم سے خالی اور بری ہونا، یہ اس وقت ہو گا جب بھی برات رحم کی ضرورت پیش آئے، اس کے کئی ایك مسائل ہیں:

جب کوئی شخص فوت ہو اور اپنے پیچھے ایسی عورت چھوڑے جس کا حمل اس کا وارث ہو (یعنی موت کے وقت حمل واضح نہ تھا اور عدت گزرنے تك واضح نہ ہوا اور نہ ہی حیض آیا) اور وہ عورت خاوند والی ہو (یعنی اس نے خاوند فوت ہونے کے بعد اور شادی کر لی) تو اس کے خاوند اس عورت سے اس وقت تك تعلقات قائم کرنے اور ہم بستری کرنی جائز نہیں حتی کہ حیض نہ آ جائے، یا پھر حمل واضح نہ ہو جائے، اگر تو اس کا حمل واضح ہو جائے تو ہم اس کے وارث ہونے کا حکم لگائیں گے، کہ جس کا وارث بنا جا رہا ہے اس کی موت کے وقت یہ حمل موجود تھا، اور اگر حیض آ جائے تو ہم اس کے وارث نہ بننے کا حکم لگائیں گے، کہ حیض کی بنا پر برات رحم ہوا ہے.

دسواں حکم:

غسل واجب ہونا:

حائضہ عورت جب حیض سے پاک صاف ہو ہو اور اسے طہر آ جائے تو اسے سارے بدن کی طہارت کے لیے غسل کرنا فرض ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ تعالی عنہا کو فرمایا تھا:

" لہذا جب تمہیں حیض آئے تو نماز ترک کردو، اور جب حیض ختم ہو جائے تو پھر غسل کر کے نماز ادا کرو "

صحیح بخاری.

غسل میں کم از کم واجب یہ ہے کہ سارے جسم پر پانی بہایا جائے حتی کہ بالوں کے نیچے تک پہنچے، اور افضل یہ ہے کہ غسل حدیث میں بیان کردہ طریقہ کے مطابق کیا جائے.

اسماء بنت شکل رضی اللہ تعالی عنہا نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کے غسل کے متعلق دریافت کیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" تم میں سے کوئی ایک عورت اپنی بیری اور پانی لیکر اچھی طرح وضوء کرے اور پھر اپنے سر پر پانی بہائے اور اچھی طرح ملے حتی کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے، پھر اپنے اوپر پانی بہائے، اور پھر خوشبو میں لتھڑی ہوئی روئی یا کپڑا لیکر اس سے پاکی اور طہارت حاصل کرے.

اسماء رضی اللہ تعالی عنہا کہتی ہیں: اس سے کیسے طہارت حاصل کرے ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ!

تو عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے اسماء کو کہا: تم خون والی جگہ پر رکھو "

صحیح مسلم.

حائضہ عورت کے لیے اپنے بالوں کی میڈیاں کھولنا ضروری نہیں، لیکن اگر پوری قوت سے بنائی گئی ہوں اور خدشہ ہو کہ پانی جڑوں تک نہیں پہنچےگا تو پھرکھول لے.

صحیح مسلم میں ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہےکہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

" میرے سال کے بال بہت زیادہ شدید ہیں کیا میں غسل جنابت کے لیے بال کھولا کروں ؟

اور ایك روایت میں ہے كہ:

كیا حیض اور غسل جنابت كے لیے كھولا كروں ؟

تو رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نہیں، بلكہ اتنا ہی كافی ہے كہ تم اپنے سر پر تین چلو پانی ڈال لو اور پھر سارے بدن پر پانی بہاؤ تو اس طرح تم پاك ہو جاؤ گی "

اور جب عورت نماز كے وقت كے دوران پاك ہو جائے اور اسے طہر آئے تو اسے غسل كرنے میں جلدی كرنی چاہیے تا كہ نماز بروقت ادا كر سكے، اور اگر وہ سفر میں ہو اور اس كے پاس پانی نہ ہو، یا پانی تو ہو لیكن اس كے استعمال سے نقصان كا اندیشہ ہو، یا وہ مریض ہو اور پانی نقصان دیتا ہو تو وہ غسل كے بدلے تیمم كر كے نماز ادا كر لے، اور جب مانع زائل ہو تو غسل كرے.

كیونكہ بعض عورتیں نماز كے وقت كے دوران ہی پاك ہو جاتی ہیں، اور انہیں طہر آ جاتا ہے لیكن وہ غسل كرنے میں دیر كرتی ہیں حتی كہ دوسری نماز كا وقت شروع ہو جاتا ہے، اور وہ كہتی ہے كہ اتنے وقت میں اچھی طرح اور مكمل صفائی اور طہارت نہیں ہو سكتی.

لیكن اس كی یہ بات حجت نہیں، اور نہ ہی عذر شمار ہوتا ہے، كیونكہ اس كے ممكن ہے كہ وہ غسل میں اختصار سے كام لیتے ہوئے صرف واجب پر عمل كرے، اور نماز بروقت ادا كر لے، پھر اگر اسے زیادہ وقت ملے تو اچھی طرح طہارت اور غسل كرتی پھرے " انتہی.

عورت كو حیض آنے كی صورت میں مرتب ہونے والے یہ چند ایك اہم احكام تھے جو ہم نے مندرجہ بالا سطور میں بیان كیے ہیں.

ماخوذ از: رسالۃ فی الدماء الطبیعیۃ للنساء. تالیف شیخ ابن عثیمین

واللہ اعلم .